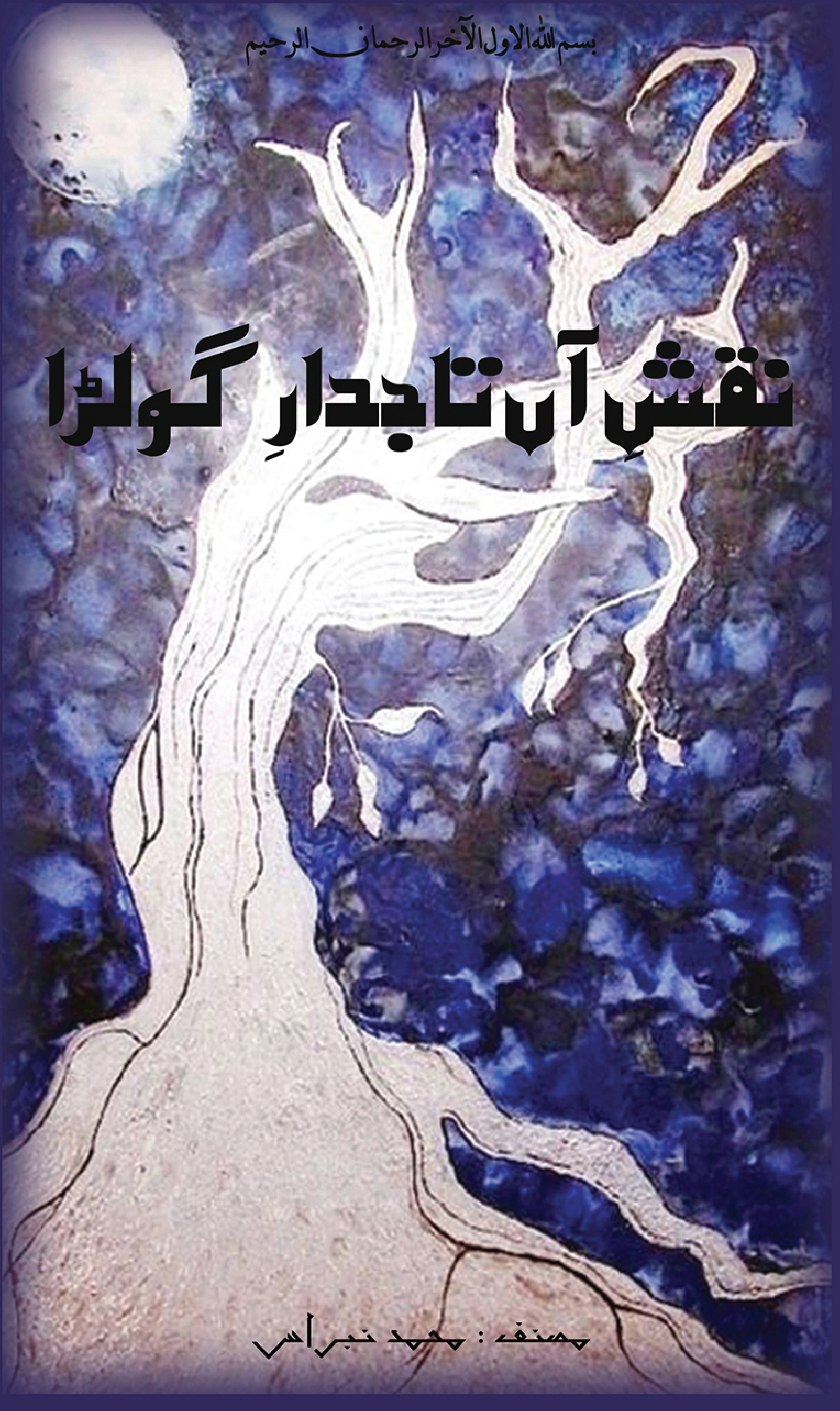

بسم اللہ الاول الآخر الرحمان الرحیم

نقشِ آں تاجدارِ گولڑا

مصنف : محمد نبراس

رضؔ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الاول الآخر۔

بطلِ جلیل؛

؛؛،،۔۔۔۔۔[۔۔ نقشِ آں تاجدارِ گولڑا۔۔]۔۔۔۔۔۔،،؛؛

(THE MAN WITH NOBLE QUALITIES)

وہ ناقابلِ فراموش ہے۔اسے نہ بھلایا ہوتا تم نے

اسلامیہ یونیورسٹی بھاولپور کااوّلین شیخ الجامعہ

(THE FIRST VOICE CHANCELLER of ISLAMIC UNIVERSITY B W R)

۱۸۸۵ء، ضلع گجرات، پنجاب(برِ صغیر sub continents) ۱۹۴۸ء، بہاول پور، پاکستان۔

حضرت سیدنا و مولینا ''غلام ِمحمد گھوٹوی'' رحمت اللہ العلی القوی۔

پوت کے پیر پالنا میں دکھ جات۔

بر کنارِ چناب، ایک مختصر آبادی میں قائم درس میں نئے نئے آ داخل ہونے والے اُس لمبے قد اور مضبوط کاٹھ کے لڑکے نے تیسرا دن بھی بغیر کچھ کھائے کے کاٹ دیا،تو ساتھی طلباً نے مکرم معلم رحمہ اللہ کے روبرو آ کے سب کچھ عرض کر دیا کہ: استاذ جی!ہم نے اس پنجابی سے کئی بار کہاہے کہ کھانا تو لوگوں کے گھر سے مانگ کر کھانا پڑیگا۔نہیں تو کیسے پڑھیگا؟ مگر یہ نہیں مانا۔قابلِ صد احترام معلمِ اسلام نے بلا کر سمجھایا: تعلیم مفت ہے اور قیام و طعام بھی۔مگر جس کے گھر تمہارا رزق ہوگا، مانگ کر لاؤ گے تو کھاؤ گے۔ورنہ کیسے نبھاؤ گے؟ عرض گزار ہوئے: ہمارے گھر سے کئی لوگ بن مانگے، آ کے کھاتے ہیں، میں کیونکر مانگنے جا سکتا ہوں؟

استاذ نے تفصیل معلوم کی تو پتہ چلا کہ طالب علم میں گھر سے چلنے والا یہ غیرت مند، زمین دار خاندان سے ہونے کے سبب، سائل کی جھولی میں ڈالتا تو رہا ہے،خود کسی کے در پر ہاتھ پھیلا نہیں سکتا۔تو اُس پُر وقار اور صاحبِ صلاحیت طالب علم کا کھانا اپنے گھر سے مہیا فرمانے لگے۔رحمۃ اللہ علیہما۔

وہ پڑھتا تو سب کے ساتھ بیٹھ کے تھا، مگر یاد کرنے کے لئے ہم درسوں کا ساتھ دینے کی بجائے، نماز، ذکر، فکر اور استاد جی کے کاموں میں لگا رہتا۔جب سنانے کا وقت آتا تو سارا پڑھا ہوا بسہولت سنا کر سرخرو

ہو جاتا۔اس انداز سے استاد جی کو قلبی مسرت ہوتی اور ساتھیوں کو ذہنی حیرت، کہ رٹے اور دہرائے بغیر کیسے اتنی عمدگی سے سنا دیتا ہے۔جب انکا یہ تعجب اس طالب صادق پر ظاہر ہوا تو اسنے بتایا: میں کسی بھی چیز کو ایک بار غور سے سن یا پڑھ لوں، پھر اسے کبھی نہیں بھولتا۔اسنے کلام اللہ العظیم بھی اسی طرح حفظ کیا تھا۔

اسم بامسمیٰ:

یہ تھے وہ عظیم محافظِ عقیدہ ءِ ختمِ نبوۃ (ﷺ۔رحمۃ اللہ علیہ۔) جنکا نام نامی اسم گرامی حضرت سیدنا ''غلام محمد'' ہے۔ جنکے بارہ میں حضرت قاسم العلوم والخیرات ﷺ نے قبلۃ العالم رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ہم نے غلام محمد کو علومِ الحدیث دیے، اسے کہو حدیث پڑھایا کرے۔

انہوں نے جنم لیا ضلع گجرات میں۔حصولِ علم کی ابتدا کی قریب کی ایک خانگاہ میں۔اور اسی لئے واردِ 'گھوٹہ محمد پور' (ضلع ملتان) ہوئے تھے۔تکمیل کے لئے رامپور وغیرہ گئے۔آپنے ۱۴ سال کی عمر میں حضرت قبلہ ءِ عالم سیدنا مہر علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہو کر بیعتِ آنجناب کی سعادت حاصل کی.

گھوٹہ سے محترم استاذ نے شاہ جمال بھیجا مگر دوسرے دن ہی واپس آ گئے۔اور کسی دوسرے منبعِ علوم وفنون کا پتہ پوچھا۔استاذ صاحب نے رامپور وغیرہ کی نشان دہی فرمائی۔

.... ولی کی کرامت اسکے نبی کا معجزہ ہوتی ہے۔

منزل مقصود کے لئے روانہ ہوئے۔چند دن بیابان میں بلا خورونوش چلتے رہے۔آخر ناتوانی کے غلبہ سے غش کھا کے گر پڑے۔سنبھلنے پر خود کو ایک بوستانِ خرم ہوا میں پایا۔گویا کہ سعدی کا وطن تھا۔شیراز کی تازہ اور ٹھنڈی ہوا پھلوں کو جھولا جھلاتی تھی۔چشمہ ءآبِ شیریں جاری تھا۔طرح طرح کے میوں سے لدی ٹہنیاں نہد شاخِ پُر میوہ سر بزمین کا عملی مظہر تھیں۔جو آپکو استقبالی نغمے سناتی تھیں۔اطمینان سے اٹھے۔اور وضو وغسل کیا۔نمازِ شکرانہ بصد عجز و نیاز بحضورِ نعیم گزاری۔آبِ سرد وشیریں سے سیراب ہوئے۔اب بھوک نے اپنی طرف متوجہ کیا۔درختوں پر لگے پھلوں کی طرف بڑھا ہوا ہاتھ حدیث نبوی (ﷺ) نے روک لیا۔کہ ''اوپر سے نہ توڑا کرو، نیچے گرے ہوئے کھایا کرو''۔(یہ آپ ﷺ نے ایک صحابی بچہ سے فرمایا تھا۔) مسافر پَر، شکم سیر ہونے پر، نیند نے غلبہ پایا۔جب جاگے، خود کو اسی ریگزار میں پایا۔وہی صحرا جو جادہ ءِ منزل تھا۔

یہ وہ ہستی ہیں جو قبلۃ العالم حضرت مہرِ علی شاہ (چشتی، قادری رضی اللہ عنہم) کے خلیفہ ہوئے۔انکا تعلق ایک عظیم تعلیم یافتہ خاندانِ زمینداران سے تھا جو وطنِ مالوف کی سیادت کے شرف کا حامل تھا اور شاہِ اسلام سے

خطاب (TITLE) یافتہ تھا۔

آپنے ابتداءِ حصول علم و تعلیم مقامی علماء راسخین سے اور ایک گورنمنٹ سکول سے کی۔ بیعتِ مسنونہ متوارثہ بدستِ وارثِ غوث الوریٰ الشیخ عبدالقادر الجیلیؒ ،سیّد مہر علی شاہ (رحمہم اللہ تعالیٰ) سلسلہءِ چشتیہ نظامیہ اور سلسلہءِ قادریہ میں بعمر تیرہ سال، گولڑہ شریف حاضر ہوکر کی۔ پھر آپ سے خلافت بھی پائی۔ اور یوں:

{دل دادہ بہ مہر آں شہِ حیدرِ کرّ ارم: کی سند پائی۔}

ترقی و تکمیلِ علومِ متداولہ اور تعلیمِ مروجہ کیلئے ملتان سے فراغت پانے کے بعد رامپور، کانپور، سہارن پور وغیرہ کے کوہ و دمن علوم وفنون کی سیاحت سے حظ یافتہ ہوئے۔ وہاں طویل عرصہ راہ نوردانِ چمنستانِ وراثتِ انبیاءؑ کی پیشوائی کی۔ آپ ہند کی مشہور و مایہءِ ناز شخصیتوں سے علوم وفنون میں، اپنی عطیہءِ الٰہیہ صلاحیتوں کی داد پانے اور سندات حاصل کرنے کے بعد وہیں فیض وراثتِ انبیاءؑ کے چشمہ سے طلباءِ نورِ رحمت کو سیراب کرنے لگے۔ دورانِ حصول مقصود اپنی روزمرہ ضروریات زندگی کیلئے ذہنی خدمات کو کام میں لائے۔ یوں اپنے اخراجات پیدا کرنے کے ساتھ نادار طلباءؑ کے نفقہ کا بھی سبب بنے رہے۔ عرصہءِ دراز تک مراکزِ علوم میں تدریس سے تجربہ کے ساتھ شہرہ بھی پایا۔ مگر ملتان والے مکرم استاذ حضرت جمال اللہ رحمہ اللہ نے اپنے حق کے واسطہ سے آپ کو، اپنی درس گاہ کو آباد کرنے کا ارشاد فرمایا تو انکے احترام میں، بلاد ہائے خسروانہ کو خیرباد کہہ کر ویرانہ فقیرانہ کو لوٹ آئے۔ وہیں آپکے نومولود بیٹے 'فیض الحسن' کی وفات کے بعد، قبلہ عالم نے انہیں غمگین دیکھ کر تسلی دی اور ایک تعویذ دیکر فرمایا: اللہ تبارک تمہیں بیٹا دیں گے۔ اسکا نام 'محمد' رکھنا۔ چنانچہ آپکے ہاں بیٹا متولد ہوا، جسکا اول نام محمد رکھا بعد میں عبدالحی کا اضافہ کیا۔ آپ عرصہ دراز تک علوم متداولہ کی تدریس فرماتے رہے۔ جن میں سے معقولات میں آپکی قابلیت کی شہرت زمانہءِ قدیم سے تھی۔ سرکارِ دوعالم کے علوم حدیث عطاءً فرمانے پر آپکی توجہ یکسر علومِ حدیثیہ کی طرف ہوگئی۔

سنہ ۱۹۲۵ء، میں اسلامی ریاست بہاول پور کے امیر مکرم نواب صادق محمد عباسی (اللہ وسایا، ہووِس اللہ دی رحمت داسایہ) کی مصرّانہ طلب پر، بعدازمشورہءِ قبلہ عالمؒ، ریاستِ اسلامیہ عباسیہ بہاول پور منتقل ہوگئے۔ پھر یہاں "جامعہ عباسیہ" (Islamic University) کی بنیاد رکھی۔ آپ پہلے شیخ الجامعہ (The First Vice Chancellor) ہوئے۔ "غلامِ محمد گھوٹوی ہال" (عباسیہ کیمپس) انہی کے نام کا قائم ہے۔ اور پھر تادمِ واپسیں بہاول پور میں ہی لوگوں کو تحائفِ علمیہءِ خاتم الزماں محمد رسول اللہ ﷺ سے سرفراز فرماتے رہے

یہیں معرکۃ بین الایمان والارتداد میں فتح یاب ہوئے۔ یعنی کذابانِ قادیان سے قانونی جہاد میں کامیابی پائی اور اسکے دین کو "قانوناًبارِاوّل، کفر اور اسکے امتیوں کو کافر" قرار دلوایا۔ (اسکا ذکر آرہا ہے۔)

آپ نے چار حج کئے۔ ایک میں نواب بہاول پور کے قافلہ حج کے امیر تھے۔

آپ ریاست کے دین، اسلام کے امین ومحافظ تھے۔

آپ ہمہ شعبہائے دینیہ کے، ریاست میں سربراہ ونگران تھے۔

آپ تحریک پاکستان میں سرِخیلِ علمأِ اسلام تھے۔

آپ نے ریاست میں دینی ودُنیوی تعلیمات یکساں اہم قرار دیکر رائج کیں۔

آپ کی علمی کاوشوں کی حسین تصویر، جامعہ عباسیہ (اسلامیہ یونیورسٹی) ہے۔ نیز، ایس ای کالج، طبیہ کالج، یتیم خانہ سکول، ادارہ دستکاری سکول (Vacational School)۔ اسکے علاوہ شہروں، دیہاتوں میں مکتب سکول بنائے۔ جہاں ہیڈ ماسٹر حافظ قرآن کو رکھا جاتا تھا۔ مزید برآں نرسنگ سکول کے علاوہ T.T.school,zoological garden,forest school,school for blinds وغیرہ آپکے دَم سے وجود میں آئے۔

آپ وہ مبارک شخصیت ہیں جنہیں مسجدِ نبوی میں بوساطت سیدنا غوث اعظم ومہر علی شاہ، حضرت رسول اللہ قاسم النعم ﷺ نے یہ کہہ کر نوازا: میں نے اِسے (سیدنا غلام محمدؒ کو) علوم الحدیث ارزانی فرمائے اس سے کہو انکی لوگوں میں تعلیم عام کرے۔ رضی اللہ عنہم۔

صلی اللہ مَنْ عطائُہٗ للعلٰمین والعٰلمین والہٖ وصحبہٖ وبٰرک وسلّم۔

کرمِ خسروانہ:

اُسکے بعد آپ ﷺ، حضرت الشیخ الجامع کو حاجیوں کے ذریعہ مدینہ منورہ سے سلام کہہ بھجواتے تھے۔

کرامتِ کریمانہ:

آپ کے فرزند دلبند حضرت محمد عبدالحی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بہ عمر دس سال، حفظ القرآن میں منہمک تھے۔ آپنے اُستاذ محترم سے کہا: "یہ اس رمضان میں سنائیگا؟" فرمایا، آج انیس شعبان المعظم ہے۔ اور ابھی دس سیپارے باقی ہیں! آپؒ نے فرمایا: استاذ جی! آپ کوشش جاری رکھیں۔ یہ، انشاء اللہ اس رمضان میں سنائیگا۔ یہ کہہ

کر اپنا رومال مسجد کے درمیان بچھا کر نماز میں مشغول ہو گئے۔ قبل از زوال فارغ ہو کر پوچھا تو، بتایا: 'ایک پارہ مزید حفظ ہو چکا ہے۔ آپ نے یہ عمل دس دن جاری رکھا۔ دس دن مکمل ہونے پر ''ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات'' کے مصداق حفظ القرآن مکمل ہو چکا تھا۔ رسول پاک ﷺ نے سچ فرمایا تھا:

''اللہ یعطی، وانما انا قاسمٌ۔'' اسے کہتے ہیں ''اللہ دے اور بندہ لے۔'' ....

آپکے فرزند حضرت علّامہ، مولینا، جامع المعقولات والمنقولات محمد عبدالحی ال چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ورضی عنہ فی الواقع آپکے وارث ہوئے۔ آپ نے، چونکہ ہر قسم از علوم متداولہ کے ماہر معلم و مدرس تھے، حضرت الشیخ الجامع کی مسند تقسیم جواہرِ وراثت انبیاءٔ کو زینت بخشی۔ آپکی مرعوب کن مدرسانہ شان کو ملاحظہ فرما کر، حضرت قبلہ غلامِ محی الدین بابو جی رحمہ اللہ نے آپسے اپنے بڑے پوتے کو اپنی نگرانی میں لینے کا ارشاد فرمایا تھا۔

آپ مفتی اعظم پنجاب، نائب شیخ الفقہ اسلامیہ یونیورسٹی اور شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ لاہور رہے۔ آپ حضرت قبلہ العالمؒ کے ہاتھ پر بیعت تھے اور قبلہ بابو جیؒ سے شدید محبت رکھتے تھے۔ ہر دم گولڑہ کا تصور بندھا رہتا۔ آپنے وہیں وصال فرمایا اور وہیں مدفنِ 'مقربین' میں آرام فرما ہوئے۔

...؛؛،۔۔،،،!!!...حضرت الشیخ الجامع اور معرکہ ختم نبوت...!!!،،،۔۔۔،،،...

عقیدہ: حضرت محمد رسول اللہ بن عبداللہ الامی ﷺ کے متولّد ہونے کے بعد کسی کا بھی بحیثیت نبی مبعوث ہونا، از روءِ قرآن وحدیث واجماعِ امت، محال ہے۔

از روءِ ترکیب قرآنیہ... ''وخاتم النبیین...'' حضرت محمد رسول اللہ ﷺ، اللہ سبحانہٗ کے سارے نبیوں کے آخری نبی ہیں۔ شروع دن سے آج دن تک پوری امت محمدیہ کا اجماع اسی پر ہے کہ اس ترکیب کا معنیٰ ہے:

............''اللہ تعالیٰ کا سب سے آخری نبی''۔............

(رتبہ کو لیا جائے تب بھی، زمانہ کو لیا جائے تب بھی۔) ہر اعتبار سے آپ ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں۔ کیوں کہ ''لانبیَّ بعدی'' میں نبی کی نفی سے نبوۃ کی جنس کی نفی کی گئی ہے۔ کہ حدیثِ نبوی ہے:...لاّ انّہٗ لا نبوۃ بعدی۔

اسے امام احمدؒ نے سعد بن ابی وقّاص سے روایت کیا۔ رضی اللہ عنہما۔

حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ کی دو سو سے زائد احادیث اسی مضمون کو ادا کرتی ہیں کہ آپ ﷺ ایسے نبی اللہ ہیں کہ جب آپکی ولادت ہو گئی، کسی نبی نے پیدا نہیں ہونا۔ آپکا ارشاد ''انا خاتم النبیین، لا نبی بعدی'' اس

باب میں فیصلہ کن ہے۔ القرآن، متواتر حدیثیں اور اجماع امت اس عقیدہ کو فرد ایمان بتا رہے ہیں۔ لہٰذا ایمانی عقیدہ کو نہ ماننے والا ''یقیناً'' اسلام کی نگاہ میں ' کافر' ہے۔ یہ کوئی فرقہ وارانہ اختلاف نہیں۔ بلکہ دین کا بنیادی مسئلہ ہے۔ اسے 'ذرہ سا بھی چھیڑنا' ایمان سے ہاتھ دھونے کے برابر ہے۔

{۔۔۔۔۔۔۔۔مرزائیت کا مقدّمہ۔۔۔۔۔۔۔۔}

بہاول پور آمد کے بعد حضرت محدثِ اہلِ سنت و جماعت سیدنا غلامِ محمد گھوٹوی رحمہ اللہ نے از ۱۹۲۶ء، تا ۱۹۳۵ء، کا عرصہ مقدمہءِ مرزائیت (احمدیت) کا معرکہ سرانجام دینے میں بسر فرمایا۔

اُس زمانہ میں بہت سے لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوی نبوت کو عام فرقہ جاتی مناقشہ سمجھتے تھے۔ اسی لئے عدالتیں مسلمانوں اور مرزائیوں (احمدیوں مرتدوں) کے مابین قضایاَ کو اسی تناظر میں نمٹاتی تھیں جب بہاولپور میں بھی یہی طرز اختیار کیا گیا تو حضرت الشیخ الجامع غلام محمد گھوٹوی شیخ الجامعہ ءِ جامعہ عباسیہ نے شیرِ نہفتہ اندر بیشہ کی طرح انگڑائی لی اور میدانِ کارزارِ ایمان میں اُترے۔

دعوی یہ تھا کہ عقیدہ ءِ ختم النبوۃ دیگر افراد ایمان کے برابر کا، فردِ ایمانی ہے اس لئے مرزا غلامِ احمد قادیان بسبب اپنی نبوۃ کے دعوی کے مرتد ہوا اور اسکے ماننے والے بھی (خواہ اسے نبی مانے، خواہ مجدد مانے، خواہ مسلم) اسے مسلم ماننا بھی ایسا ہی کفر ہے جیسا کسی بھی کافر کو مسلم ماننا۔

مرزا کی دھوکہ دہی کا پردہ چاک کرنا ضروری تھا کہ یہ ایمان کا معاملہ تھا۔ بہت سے اہل ایمان اسکے دجل سے ایمان ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔ چنانچہ اپنے آقا خاتم النبین آخر الانبیاَ فی الرتبۃ والزمان، کی امت کو اس کفر سے بچانے اور ایک ناپاک فتنہ سے تحفظ فراہم کرنے کے لئے مسلسل نو سالہ محنت شاقہ کے بعد دنیا میں پہلی بار عدالت سے ختم نبوۃ کو فرد ایمانی منوا کر، اسکے انکار کو کفر قرار دلا کر حضرت سیدنا الشیخ الجامع محدثِ زماں نے عدالت سے تحفظِ ختم النبوۃ کا قانون منظور کرا لیا۔ جس کی بناَ پر ایک عدالتِ صوبہ سندھ، 'جیمس آباد' نے پھر صوبہ پنجاب کی ھائی کورٹ راول پنڈی بنچ نے اُسکے مطابق مقدمات کے فیصلے دیئے۔ آخرِ کار یہ قانون ''مملکت اسلامیہ پاکستان'' کے ''آئین'' کا ایک لازمی اور غیرِ متبدل حصہ قرار پایا جسکی حفاظت اہل اسلام کی اولین ذمہ داری ہے۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کو اپنی اس ذمہ داری کا بھی حق ادا کرنا ہوگا۔ ورنہ چھڑانے والا ﷺ خود پکڑنے والا ہوگا۔

الخطاب:

سائنسی، معاشرتی اور مذہبی فنون وعلوم کے عالمی ماہرین کی ایک عظیم الشان محفل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ جب پہنچے تو حاضرینِ محفل نے آپکے نہایت سادہ لباس کو دیکھ کر طنز کیا: یہ دھقان اس محفل میں کیونکر آ دھمکا؟ یہ سن کر آپ نے تختہ ءِ مشق پر کھڑے ہو کر فرمایا: 'تم میں سے جس کو یہ زعم ہو کہ فلاں مسئلہ (issue) نا قابل حل ہے، وہ آئے اور اس تختہ پر اپنا لاینحل سوال درج کرے۔ میں اسے حل کروں گا۔ اور پھر اسی مضمون سے میں ایک مشکل پیش کرونگا۔ سارے ھال کو اجازت ہوگی کہ اسکا جواب دے۔

ایک بڑے ماہرِ ریاضیات نے اٹھ کر ایک مشکل مساوات (equation) لکھ دی۔ آپنے بڑے آرام سے اسے درست (correct) کر کے مکمل (complete) کیا۔ پھر اسکا جواب درج فرمایا۔ پھر فرمایا: اب میری باری ہے۔ اسپر سارا ھال آپکی تعظیم میں اٹھ کھڑا ہوا، اور متفقہ طور پر آپکو "الشیخ الجامع" کا خطاب دیا۔ {اسکا مطلب ہوتا ہے، طرح طرح کے معقولی اور منقولی علوم کا سب سے بڑا عالم ومعلّم۔}

حضرت سیدنا شیخ الجامعہ کا روضہ ءِ پاک گھوٹوی روڈ، ملوک شاہ، بہاول پور کینٹ میں ہے۔

مضمون نگار:

محمد نبراس اصغر العباد، رحمہ اللہ فی العُدۃِ والمعاد طالب السعادۃ من اللہ والدعاء من العباد عرض گزار کہ، اس مضمون میں جو کچھ صواب ہے، وہ اللہ و رسولہ کا فضل ہے، اور جو کچھ خطاء ہے وہ مجھ پر محمول ہے۔ اللہ بخشنے والا، حبیب اللہ بخشوانے والا اور دوست دعاً دینے والا۔ ہر ایک کے لئے شکریہ۔

رابطہ بذریعہ ڈاک: معرفتہ خطیب مسجد جامع حضرت الشیخ الجامع، گھوٹوی روڈ، ملوکشاہ، بہاولپور کینٹ۔